* "۳" دن قربانی کے سلسلے میں موجود آثار صحابہؓ پر اعتراضات کے جوابات۔ (کفایت اللہ سنابلی اور بعض اہل حدیث حضرات کو جواب)
* امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۳]
* امام وکیعؒ (م ۱۹۷ھ) اور امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

''۳'' دن قربانی کے سلسلے میں موجود آثار صحابہؓ پر اعتراضات کے جوابات۔

(کفایت اللہ سنابلی اور بعض اہل حدیث حضرات کو جواب)

تحریر: شیخ رئیس احمد

نظر ثانی: مولانا نذیر الدین قاسمی

۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ یعنی یہ ''۳'' دن ہی قربانی کے ایام ہیں، احادیث مرفوعہ کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ مشہور فقیہ، حافظ الحدیث، امام ابو بکر جصاص الرازیؒ (م ۳۷۰ھ) نے **شرح مختصر الطحاوی: ج ۷: ص ۳۳۲** پر ذکر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ کئی اصحاب رسول ﷺ مثلاً علیؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، انسؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی یہی ثابت ہے۔ چنانچہ

دلیل نمبر ۱:

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام الجرح والتعدیل، امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

قد حدثنا أحمد بن أبي عمران، قال: حدثنا عبيد الله بن محمد التيمي، قال: حدثنا حماد عن سلمة بن كهيل، عن حجية، عن علي، قال: "النحر ثلاثة أيام۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ قربانی ''۳'' دن ہیں۔ **(احکام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۵)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث اور امام الجرح والتعدیل ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۳۷)**

(۲) ابو جعفر، احمد بن ابی عمران المصریؒ (م ۲۸۰ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۱۱۲)**

(۳) عبید اللہ بن محمد بن حفص التیمیؒ (م ۲۲۸ھ) سنن ثلاثۃ ما خلا ابن ماجۃ کے راوی اور ثقہ، جواد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۴۳۳۴)**

(۴) حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ، عابد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۴۹۹)**

نوٹ:

حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) سے عبید اللہ بن محمد بن حفص التیمیؒ (م ۲۲۸ھ) نے قبل الاختلاط روایات لی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حضرات ایک ہی شہر کے ہیں، اور راوی عام طور سے اپنے شہر کے علماء سے پہلے مستفید ہوتا ہے، اور عبید اللہ بن محمد بن حفص التیمیؒ (م ۲۲۸ھ) کی پیدائش (۱۴۰ھ) کے بعد ہوئی اور (۱۶۷ھ) میں حماد بن سلمہؒ کی وفات پیش آئی ہے، نیز امام ابو حاتمؒ (م ۲۷۷ھ)

نے کہا کہ ''و كان عنده عن حماد بن سلمة تسعة آلاف حديث''۔(سیر: ج١٠: ص ٥٦٤-٥٦٥)، لیکن اس کے باوجود 'عبید الله بن محمد التيمي عن حماد بن سلمة'' کی سند پر کسی کا اعتراض نہیں ملا، لہذا انہوں نے حمادؒ سے قبل الاختلاط روایت لی ہے۔ واللہ اعلم

(۵) سلمۃ بن کہیلؒ کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ٢٥٠٨)

نوٹ:

احکام القرآن للطحاوی کے مطبوعہ نسخہ میں ''حماد عن سلمۃ بن کہیل'' کے بجائے ''حماد بن سلمۃ بن کہیل'' آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ صحیح ''حماد عن سلمۃ بن کہیل'' ہے، جیسا کہ مخطوطہ میں موجود ہے، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ واللہ اعلم

(٦) حجیۃ بن عدیؒ سنن اربع کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔

- حافظ عجلیؒ (م ٢٦١ھ) نے کہا: ''تابعي ثقة''۔
- شيخ أهل الحديث في عصره، امام ابو عبد اللہ، محمد بن ابراہیم البوشنجیؒ (م ٢٩١ھ) کہتے ہیں کہ 'ثقة مأمون''۔[١]
- امام ابن خزیمہؒ (م ٣١١ھ) ان کو عادل [یعنی ثقہ] کہتے ہیں۔(صحیح ابن خزیمۃ: حدیث نمبر ٢٩١٤)[٢]
- حافظ ابن حبانؒ (م ٣٥٤ھ) نے ان ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔
- حافظ ابو عبد اللہ الحاکم الصغیرؒ (م ٤٠٥ھ) کے نزدیک بھی وہ ثقہ ہیں۔(المستدرک للحاکم: ج٣: ص ٥٧٣، حدیث نمبر ٥٤٣١)[٣]

---

(١) کفایت اللہ سنابلی صاحب کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ محمد بن ابراہیم البوشنجی نے ابو الزعراء یعنی ''عبد اللہ بن ہانی'' کی توثیق کی ہے۔(چار دن قربانی: ص ٢١٧)، لیکن سنابلی کا یہ اعتراض باطل ہے، کیونکہ حافظ ابن حجرؒ (م ٨٥٢ھ) اس کو ابو الزعراء، حجیۃ بن عدیؒ کی ترجمہ میں نقل کیا ہے اور کسی امام نے حافظؒ کی تحقیق سے اختلاف نہیں کیا، لہذا کفایت اللہ سنابلی کے مقابلے میں حافظؒ کی تحقیق راجح ہے۔

(٢) امام ابن خزیمہؒ (م ٣١١ھ) فرماتے ہیں کہ ''مختصر المختصر من المسند الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم، بنقل العدل عن العدل موصولا إليه صلى الله عليه وسلم من غير قطع في أثناء الإسناد ولا جرح في ناقلي الأخبار التي نذكرها بمشيئة الله تعالى''۔(صحیح ابن خزیمۃ: ج١: ص٣، ت الاعظمی)، لہذا امام ابن خزیمہؒ (م ٣١١ھ) کے نزدیک، حجیۃ بن عدیؒ عادل [یعنی ثقہ] ہیں۔

(٣) صاحب المستدرک، امام ابو عبد اللہ، الحاکمؒ (م ٤٠٥ھ) نے کہا: ''أنا أستعين الله على إخراج أحاديث رواتها ثقات''۔ (مقدمۃ المستدرک للحاکم: ج١: ص ٤٢)، ثابت ہوا کہ حجیۃ بن عدیؒ، امام الحاکمؒ (م ٤٠٥ھ) کے نزدیک ثقہ ہیں۔

- مشہور امام، متقن، حافظ ابوبکر ابن خلفونؒ (م ۶۳۶ھ) نے بھی ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔
- حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے کہا: ''وهو صدوق إن شاء الله''۔ **(میزان الاعتدال: ج ۱: ص ۴۶۶)**
- حافظ نور الدین الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے بھی ان کو صدوق مانا ہے۔ **(المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۷: ص ۳۰۸، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۴۶۵۸)**
- حافظ شہاب الدین البوصیریؒ (م ۸۴۰ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ **(مصباح الزجاجۃ: ج ۱: ص ۱۰۶)**،
- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''صدوق يخطىء''۔ **(تقریب: رقم ۱۱۵۰، تہذیب التہذیب: ج ۲: ص ۲۱۷، اکمال تہذیب الکمال: ج ۴: ص ۱۰)**

<u>ائمہ نے بھی ان کو ثقہ یا صدوق ثابت کیا ہے:</u>

- حافظ ابن القطان الفاسیؒ (م ۶۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

''فحجية المذكور، لا يلتفت فيه إلى قول من قال: "لا يحتج به" إذ لم يأت بحجة، فإنه رجل مشهور، قد روى عنه سلمة بن كهيل، وأبو إسحاق، والحكم بن عتيبة، رووا عنه عدة أحاديث، وهو فيها مستقيم، لم يعهد منه خطأ ولا اختلاط ولا نكارة وقد قال فيه الكوفي: إنه الكوفي، تابعي، ثقة، وهو كندي''۔ (بیان الوہم: ج ۵: ص ۳۷۱)،

- حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) کہتے ہیں کہ

''وحجية هو ابن عدي، قال أبو حاتم الرازي: (لا) يحتج بحديثه، شبيه المجهول، شبيه بشريح بن النعمان وهبيرة بن يريم. وقال في بابهما حقهما: شبيهان بالمجهولين لا يحتج بحديثهما. وقال ابن حزم (في محلاه) في حقه: هو غير معروف بالعدالة. وقال ابن المديني: ما علمت أحدا روى عنه غير سلمة بن كهيل.

قلت: قد روى عنه الحكم بن عتيبة كما تقدم، وأبو إسحاق السبيعي. وقال عبد الحق: لا يحتج به. وأنكر ابن القطان على عبد الحق هذه العبارة وقال: حجية رجل مشهور روى عنه جماعات، وعددهم كما أسلفت قال: رووا عنه عدة أحاديث، وهو فيها مستقيم لم يعهد منه خطأ ولا اختلاط ولا نكارة وقال فيه الكوفي: إنه تابعي ثقة. قال: والعالم حجة على الجاهل. وتبعه الذهبي في الميزان فقال بعد مقالة أبي حاتم فيه: روى (عنه) (جماعة) وعددهم، وهو صدوق - إن شاء الله - وقد قال العجلي: ثقة.

قلت: ولما أخرجه الحاكم في مستدركه في ترجمة العباس رضي الله عنه من هذا الوجه قال: هذا حديث

صحيح الإسناد ولم يخرجاه''۔(البدر المنیر : ج۵:ص۴۹۵-۴۹۶)

- امام ابوحاتمؒ (م۲۷۷ھ) کی جرح کے جواب میں محدث بدرالدین العینیؒ (م۸۵۵ھ) نے کہا:''قلت: ذكره ابن حبان في الثقات من التابعين، وقال: يروى عن علي، وعبد الله، روى عن أهل الكوفة. انتهى. قال العجلي: تابعي ثقة. وفي التهذيب: روى له الأربعة. قلت: وأبو جعفر الطحاوى''۔اوران کی روایت کو بھی صحیح کہا ہے۔(نخب الافکار: ج ۱۲: ص۵۰۰)

نوٹ:

یہ تمام کے تمام حوالے ائمہ جرح وتعدیل کے ہیں ۔(ذکر من یعتمد قوله في الجرح والتعديل للذهبی ،المتکلمین فی الرجال للسخاوی:ص ۱۳۵ ،طبقات الحفاظ مع الذیل للسیوطی:ص ا،ص ۵۵۱، ۵۴۲، ۵۴۵) ،لہذا جہالت کے سلسلے میں خاص طور سے ان کے اقوال کا اعتبار رہوگا۔واللہ اعلم

کچھ معاصرین علماء کے حوالے بھی پیش خدمت ہیں:

- شیخ الالبانیؒ (م۱۴۲۰ھ) کہتے ہیں کہ''قلت: الحجاج بن دينار وحجية بن عدى مختلف فيهما, وغاية حديثهما أن يكون حسنا''۔(ارواء الغلیل : ج ۳:ص ۳۴۷)

- شیخ ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ کہتے ہیں کہ''حُجَيَّة بن عديّ: وإن وثقه العجليّ وابنُ حبان فقد قال فيه أبو حاتم الرازي: شيخٌ، لا يحتجُّ به، شبيهٌ بالمجهول، ولو قصرنا النظر على هذا، لكان لتجويده أو تحسينه وجهٌ''۔(نثل النبال :ج۱:ص۴۱۶)

- شیخ عادل مرشد اور

- شیخ شعیب الأرنؤوطؒ کہتے ہیں کہ''حجية بن عدي حسن الحديث''۔(مسند احمد بتحقیق الارنؤوط: ج۲:ص۱۹۵)

- صاحب انیس الساری تخریج احادیث فتح الباری،أبو حذيفة، نبيل بن منصور الكويتي نے کہا:''حجية بن عدي مختلف فيه، وثقه العجلي وابن حبان، وقال أبو حاتم: لا يحتج بحديثه شبيه بالمجهول، وقال ابن سعد: ليس بذاك''۔(ج۲:ص۹۴۲)

- الدكتور مرزوق الزهراني نے کہا:''حجية بن عدي أرجح أن حديثه حسن''۔(مسند الإمام الدارمي،درسه وضبط نصوصه وحققها: الدكتور مرزوق الزهراني: ج۱:ص ۶۳۵)

- شیخ زکریا بن غلام قادر کہتے ہیں کہ: ''حجية بن عدي حسن الحديث''۔(ما صح من آثار الصحابة في الفقه :ج ۳:ص ۱۱۰۳)

- شیخ محمد بن علی بن آدم الاثیوبیؒ کہتے ہیں کہ ''صدوق، يخطىء''۔(ذخيرة العقبى في شرح المجتبى: ج ۳۳: ص ۳۰۱)

- شیخ محمد اسحاق محمد ابراہیم نے کہا: ''وإسناده حسن، وذلك لأن الحجاج بن دينار وحجية بن عدي مختلف فيهما وغاية حديثهما أن يكون حسنًا قال الحافظ: حجية الكندي: صدوق يخطيء''۔(كَشْفُ المنَاهِجِ وَالتَّنَاقِيحِ في تَخْرِيجِ أحَادِيثِ المَصَابِيحِ بتحقيق الشيخ اسحاق: ج ۲: ص ۸۶)

- شیخ لطیف الرحمٰن البہرائچی حفظہ اللہ بھی ان کی توثیق کے قائل ہے۔(الديباجة على ابن ماجة، شرح معاني الآثار للطحاوي، ت البهراجي)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

خلاصہ یہ کہ ائمہ جرح وتعدیل اور علماء کی جماعت کے نزدیک حجية بن عدیؒ، صدوق، حسن الحدیث ہیں۔لہذا ان کے مقابلے میں حافظ ابوحاتمؒ (م ۲۷۷ھ)، ابن المدینیؒ (م ۲۳۴ھ) کی جرح خاص طور سے مرجوح ہے۔[۱] واللہ اعلم

---

(۱) جناب کفایت اللہ صاحب، ابن المدینیؒ کے قول ''ممن لم يكثر ولم يعرف'' کی تشریح میں کہتے ہیں کہ ابن المدینیؒ نے ''لم يكثر'' کہہ کر اس کی روایات کو قلیل بتلایا ہے اور اس کے بعد ''لم يعرف'' کہا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی روایات کی مقدار اتنی ہے ہی نہیں، کہ اس سے اس کی ثقاہت کا پتا چل سکے۔(**چار دن قربانی کتاب وسنت کی روشنی میں: ص ۲۰۶**)، جس کے جواب میں عرض ہے کہ

- خود کفایت اللہ صاحب بھی مانتے ہیں کہ ائمہ فن کا ایک قول ان کے دوسرے قول کی وضاحت کرتا ہے۔(**مسنون رکعات تراویح اور شبہات کا ازالہ: ص ۲۱۲، ۲۱۳**)، اور ابن المدینیؒ کے دوسرا قول سے ''ممن لم يكثر ولم يعرف'' کا مطلب واضح ہوتا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ''لا أعلم روى عن حجية إلا سلمة بن كهيل ;روى عنه أحاديث'' میں نہیں جانتا کہ حجیۃ سے سلمۃ بن کہیل کے علاوہ کسی اور نے روایت لی ہو، سلمۃؒ نے چند احادیث ان سے نقل کی ہے۔(**تہذیب الکمال: ج ۵: ص ۴۸۵: ج ۱۵: ص ۱۷۴، ج ۷: ص ۴۰۹**)، غور فرمائیں! ''ممن لم يكثر'' سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے چند ہی روایات بیان کی ہے، ''ولم يعرف'' سے مراد یہ ہے کہ وہ سلمۃ بن کہیل سے ہی جانے جاتے ہیں، یعنی ان سے صرف سلمۃؒ نے روایت لی ہے۔بات صرف اتنی ہی تھی، لیکن پتا نہیں کہ کفایت اللہ صاحب نے یہ اصول یہاں پر کیوں ترک کر دیا اور اپنا خود ساختہ مطلب کیوں بیان کیا؟ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

- نیز اگر کفایت اللہ سنابلی صاحب کی تاویل مان بھی لی جائے، (**چار دن قربانی: ص ۲۰۶**)، تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا، کہ ابن

(٧)　حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ٤٠ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس سکے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ٢:

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ٣٢١ھ) فرماتے ہیں کہ

قد حدثنا إسماعيل بن إسحاق بن سهل الكوفي، قال: حدثنا عبيد الله بن موسى العبسي، قال: أخبرنا ابن أبي ليلى، عن المنهال بن عمرو، عن زر بن حبيش، عن علي بن أبي طالب، قال: "الأيام المعلومات يوم النحر ويومان بعده، اذبح في أيها شئت، وأفضلها أولها۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آیت ''الأيام المعلومات'' سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد کے ''٢'' دن ہیں، لہذا جس دن چاہو ذبح کرو اور ان [تین دنوں] میں پہلے دن ذبح کرنا افضل ہے۔ (**احکام القرآن للطحاوی: ج ٢: ص ٢٠١**)

سند کی تحقیق:

(١)　امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ٣٢١ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(٢)　ابواسحاق، اسماعیل بن اسحاق بن سہل الکوفیؒ صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ٢: ص ٣٦١،**

(٦)　عبیداللہ بن موسیٰ بن ابی المختار: باذام، ابومحمد الکوفیؒ (م ٢١٣ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ٤٣٤٥، سیر**)

(٧)　محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ١٤٨ھ) مشہور فقیہ اور قاضی ہیں، لیکن احادیث کے سلسلے میں وہ متکلم فیہ ہیں، لیکن ائمہ

المدینیؒ کے نزدیک یہ راوی مجہول الحال ہیں، کیونکہ ان کو حجیۃ کی روایات سلمۃ بن کہیل کی طریق سے ہی ملی تھی، جیسا کہ تہذیب الکمال کا حوالہ گزر چکا، لیکن ان کے خلاف ائمہ جرح و تعدیل کی ایک جماعت نے حجیۃ بن عدیؒ کی توثیق کر دی ہے، اور صراحت بھی کی کہ حجیۃ بن عدی سے سلمۃؒ کے علاوہ حکم بن عتبۃ، ابواسحاق السبیعیؒ وغیرہ نے بھی روایت لی ہے۔ (**تہذیب الکمال: ج ٥: ص ٤٨٥، مغانی الاخیار: ج ١: ص ١٨٢، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج ٣: ص ٣١٤، کتاب الثقات لابن حبان: ج ٤: ص ١٨٦، میزان الاعتدال: ج ١: ص ٤٦٦، فتح الباب فی الکنی والالقاب لابن مندۃ: ص ٣٣٨، بیان الوہم: ج ٥: ص ٣٧١، الکمال فی اسماء الرجال للمقدسی: ج ٤: ص ١٢٦**) معلوم ہوا کہ ابن المدینیؒ کے پاس، حجیۃ کی جتنی روایات موجود تھی، دوسروں کے پاس اس سے زیادہ تھی، اور سلمۃؒ کے علاوہ حکمؒ اور ابواسحاقؒ کے طریق سے بھی روایات موجود تھی، لہذا اب ائمہ جرح و تعدیل کی توثیق ہی راجح ہوگی۔

جرح وتعدیل وعلماء نے ان کو متابعات وشواہد کی صورت میں مقبول مانا ہیں۔ چنانچہ

- امام ابوعبداللہ البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ ''ابن أبي لَيلَى هو صدوقٌ، ولا أروي عنه لأنه لا يُدرَى صحيح حديثه من سقيمه''۔
- امام ابوالحسن العجلیؒ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: ''كان صدوقٌ ثقةٌ، فقيها صاحب سنة، صدوقا، جائز الحديث''۔
- امام ابوزرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ ''رَجلٌ شريفٌ، صالح ليس بأقوى مايكون''۔
- امام ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) نے کہا: ''محله الصدق، كان سيء الحفظ، شغل بالقضاء فساء حفظه، لا يتهم بشيء من الكذب إنما ينكر عليه كثرة الخطأ، يكتب حديثه ولا يحتج به''۔
- امام یعقوب بن سفیان الفسویؒ (م ۲۷۷ھ) کہتے ہیں کہ ''ثقة عدل، فى حديثه بعض المقال، لين الحديث عندهم''۔
- امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ ''ابن أبي ليلَى صدوقٌ فَقِيهٌ، وإنما يهم في الإسناد''۔
- امام ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) نے کہا: ''ابن أبي ليلى لم يكن حافظًا''۔
- حافظ زکریا بن یحیی الساجیؒ (م ۳۰۷ھ) کہتے ہیں کہ ''كان سيء الحفظ، لا يتعمد الكذب، فكان يمدح فى قضائه، فأما فى الحديث فلم يكن حجة''۔
- امام ابن خزیمہؒ (م ۳۱۱ھ) نے کہا: ''ليس بالحافظ، وإن كان فقيها عالما''۔ (*تہذیب التہذیب*: ج۹: ص ۳۰۰، **الجامع فی الجرح والتعدیل: ج۳: ص۳۸**)
- حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا: ''وَهو مَعَ سوء حفظه يكتب حديثه''۔ (**الکامل: ج۷: ص۳۹۹**)
- امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا: ''ثقة في حفظه شيء''۔ (موسوعة أقوال أبي الحسن الدارقطني في رجال الحديث وعلله: ج۲: ص۵۹۶)
- حافظ عبدالحق الاشبیلیؒ (م ۵۸۱ھ) نے کہا: ''ابن أبي ليلى لم يكن حافظًا''۔ (**الاحکام الوسطی: ج۲: ص ۲۹۴**)،
- حافظ ابن عبدالہادی المقدسیؒ (م ۷۴۴ھ) نے کہا: ''وهو صدوق، وقد تكلّم في حفظه''۔ (**تنقیح التحقیق: ج۱: ص ۱۳۵، ج۳: ص ۶۵-۶۶**)
- حافظ ذکی الدین، عبدالعظیم المنذریؒ (م ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ ''صدوق إمام ثقة رديء الحفظ كثيراً كذا قال

الجمهور فيه''۔(الترغيب والترهيب: ج۵: ص۵۷۷، ت مصطفی عمارۃ)

- حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے کہا: ''صدوق، سيء الحفظ''۔(دیوان الضعفاء: رقم ۳۸۲۱) اور ایک جگہ ابن حبانؒ کے کلام کا جواب دیتے ہیں کہ ''وقال ابن حبان: كان ابن أبي ليلى رديء الحفظ، فاحش الخطأ، فكثر في حديثه المناكير، فاستحق الترك. تركه: أحمد، ويحيى. قلت: لم نرهما تركاه، بل لينا حديثه''۔(سیر: ج۶: ص۳۱۴)

- حافظ ابن القیمؒ (م۷۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ ''وقد ضعفه أبو محمد بن حزم بالمنهال بن عمرو، وبابن أبي ليلى، ولم يصنع شيئا، فإنهما ثقتان حافظان جليلان، ولم يزل الناس يحتجون بابن أبي ليلى على شيء ما في حفظه يتقى منه ما خالف فيه الأثبات وما تفرد به عن الناس وإلا فهو غير مدفوع عن الأمانة والصدق فتضمن هذا القضاء أمورا''۔(زاد المعاد: ج۵: ص۱۳۷-۱۳۸)

- حافظ ابن رجبؒ (م۷۹۵ھ) نے کہا: ''ابن أبي ليلى إمام صدوق جليل القدر، لكن في حفظه شيء، وربما اختلف عنه في الأسانيد''۔(مجموع الرسائل ابن رجب: ج۲: ص۴۵۲)

- حافظ ابن الملقنؒ (م۸۰۴ھ) نے کہا: ''وهو صدوق سيئ الحفظ''۔(البدر المنير: ج۶: ص۴۲۳)

- حافظ نور الدین الہیثمیؒ (م۸۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ ''وفيه محمد بن أبي ليلى، وهو سيئ الحفظ، وحديثه حسن بالشواهد''۔(مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۸۵۹۶، ۱۲۹۳۸)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) کہتے ہیں کہ ''صدوق في حفظه ضعف''، اور ایک جگہ کہا کہ ''ضُعف لسوء حفظه ولم يترك''۔(تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج۲: ص۵۰-۵۱)

- حافظ سخاویؒ (م۹۰۲ھ) نے کہا: ''محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى فقيه عالم صدوق لكنه سيء الحفظ مضطرب الحديث ليس بحجة''۔(الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية: ج۳: ص۱۱۴۱)

- شیخ الالبانیؒ (م۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''لكن المقدار الذى أورد المصنف منه صحيح, لأنه يشهد له حديث ابن عمر الذى قبله, وما سقنا فى تخريجه من الشواهد, ثم وجدت له طريقا أخرى بلفظ: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطى يوم بدر الفرس سهمين والرجل سهما, قال الهيثمى: رواه أبو يعلى, وفيه محمد بن أبى ليلى وهو سيء الحفظ ويتقوى بالمتابعات''۔(ارواء الغليل: ج۵: ص۶۴)

- شیخ ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے کہا: ''مشهور بسوء حفظه وهو كما قال ابن عدي في "الكامل: وهو مع سوء

حفظه يكتب حديثه يعني على وجه الاعتبار''۔(جنۃ المرتاب:ص ۳۳)

- مشہور محقق دکتور بشار العواد معروف اور

- محدث شعیب الارنووطؒ (م ۱۴۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ ''ضعيفٌ يُعتبر به في المتابعات والشواهد''۔(تحریر تقریب التہذیب:ج ۳:ص ۲۸۰)

خلاصہ یہ کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) متابعات وشواہد کی صورت میں مقبول ہیں، اس روایت میں ان کے متابع میں ثقہ، عابد، امام حماد بن سلمۃؒ (م ۱۶۷ھ) موجود ہے، جیسا کہ گزر چکا، لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں، ان پر جرح فضول ہے۔ واللہ اعلم

(۸) منہال بن عمرو الاسدیؒ صحیح بخاری وسنن اربع اور ثقہ ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۹۱۸)،

(۹) زر بن حبیش الاسدیؒ (م ۸۳ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، جلیل ہیں۔(تقریب: رقم ۲۰۰۸)

(۱۰) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۳:

مشہور حافظ الحدیث، امام ابو محمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم القرطبیؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

[حدثنا حمام ثنا عبد الله بن محمد بن علي الباجي ثنا عبد الله بن يونس ثنا بقي بن مخلد ثنا أبو بكر بن أبي شيبة] ومن طريق ابن أبي شيبة نا هشيم عن أبي حمزة عن حرب بن ناجية عن ابن عباس قال: أيام النحر ثلاثة أيام۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے ''۳'' دن ہیں۔(المحلی لابن حزم: ج ۶: ص ۴۰، ج ۴: ص ۲۶، طبع دار الفکر، بیروت، المحلی: ج ۷: ص ۲۵، طبع دار ابن حزم)[۱]

سند کی تحقیق:

---

(۱) بعض ناواقف حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حافظ ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) نے اپنی کتاب میں اس روایت کی مکمل سند ذکر نہیں کی، بلکہ صرف ''من طريق ابن أبي شيبة'' کے حوالے سے آگے کی سند ذکر کر دی یعنی ابن حزم سے لیکر ابن ابی شیبۃ تک کی سند نامعلوم ہے۔(چار دن قربانی: ص ۲۰۴)، لیکن یہ اعتراض ابن حزمؒ کی کتاب کے منہج سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں ہی، اس طرح کے تمام ائمہ مثلاً ابن ابی شیبۃ، وکیعؒ، تک کی مکمل سندیں بیان کر دی ہیں، بعد میں وہ ''من طریق۔۔۔'' کہہ کر، اس

(۱) امام ابومحمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم القرطبیؒ (م ۴۵۶ھ) مشہور ثقہ، امام، حافظ الحدیث ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۱۸۱، سیر: ج ۱۸: ص ۱۸۴، تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۷۴، لسان المیزان: ج ۵: ص ۴۸۸**)

(۲) محدث حمام بن احمد، ابوبکر القرطبیؒ (م ۴۲۱ھ) بھی ثقہ، ضابط ہیں۔(**کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۲۰، بغیۃ الملتمس: ص ۲۷۵، تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۳۶۳**)

(۳) حافظ ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن علی اللخمی المعروف بابن الباجیؒ (م ۳۷۸ھ) بھی متقن، ضابط ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۴۵۲، سیر: ج ۱۶: ص ۳۷۷**)

(۴) عبداللہ بن یونس المرادیؒ (م ۳۳۰ھ) بھی ثقہ ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۵۹۲، بغیۃ الملتمس: ص ۳۵۲، المحلی: ج ۹: ص ۹۵، تاریخ علماء الاندلس: ج ۱: ص ۲۶۵، جذوۃ المقتبس: ص ۲۶۵، ۲۶۶**)

(۵) حافظ، امام بقی بن مخلد الاندلسیؒ (م ۲۷۶ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، شیخ الاسلام ہیں۔(**تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۵۲۱، سیر: ج ۱۳: ص ۲۸۵**)

(۶) امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(**تقریب: رقم ۳۵۷۵**)

(۷) حافظ ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔(**تقریب: رقم ۷۳۱۲**)

نوٹ:

مختصر الکرخی کی روایت میں ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ) نے سماع کی صراحت کردی ہے۔(**عمدۃ القاری: ج ۲۱: ص ۱۴۸**)، پھر ان کے متابع میں امام ابوعوانہ، وضاح بن عبداللہ الواسطیؒ (م ۱۷۵ھ) بھی موجود ہیں۔(**التاریخ الکبیر للبخاری: ج ۸:**

امام کے آگے کی سند بیان کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ساتویں ہجری کے صدوق، عالم، عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن خلیل العبدریؒ (م بعد ۶۱۴ھ) نے ''القدح المعلی فی اکمال المحلی'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا، جس میں انہوں نے، المحلی کے حوالے سے ہی، اس طرح کے ائمہ تک کی تمام اسانید کی نشان دہی کردی ہے۔دیکھئے (**القدح المعلی فی اکمال المحلی طبع مع المحلی لابن حزم: ج ۱۷: ص ۲۴، طبع دار ابن حزم، بیروت، الذیل و التکملۃ لکتابی الموصول و الصلۃ للمراکشی: ج ۳: ص ۱۷، ت بشار العواد، مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۷**)، لہذا اب ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) کے قول ''من طریق۔۔۔'' پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے، اور پھر ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) نے اپنے اور ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کے درمیان ایک نہیں، بلکہ ''۴، ۴'' سندیں بیان کردی ہیں۔(**القدح المعلی: ص ۲۵**)، الغرض یہ اعتراض ہی مردود ہے۔ واللہ اعلم

ص ۱۰۷)، لہذا اس روایت میں ہشیم بن بشیرؒ پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔ واللہ اعلم

(۸)　عمران بن ابی عطاء الاسدی، ابوحمزۃ الواسطیؒ بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ چنانچہ

- امام شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ) نے ان سے روایت لی ہے اور وہ اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایات لیتے تھے۔ (اتحاف النبیل: ج ۲: ص ۹۹)

- امام یحیی بن معینؒ (۲۳۳ھ) نے کہا: ''ثقة''۔

- امام محمد بن عبداللہ بن نمیر الہمدانی، ابوعبدالرحمٰن الکوفیؒ (م ۲۳۴ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ ''ليس به بأس، صالح الحديث''۔

- حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' اور ''مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار'' میں شمار کیا ہے۔

- حافظ ابن شاہینؒ (م ۳۸۵ھ) نے بھی ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔

- حافظ ابومحمد البغویؒ (م ۵۱۶ھ) نے کہا: ''ثقة''۔

- حافظ ابوبکر ابن خلفونؒ (م ۶۳۶ھ) بھی ان کو ''الثقات'' میں شمار کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج ۸: ص ۱۳۵-۱۳۶، مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار: ص ۱۵۱، کتاب الثقات لابن شاہین: ص ۱۷۷، شرح السنۃ للبغوی: ج ۱: ص ۴۵)

- حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ ''وهو قليل الحديث، صدوق''۔ (سیر: ج ۵: ص ۳۸۷)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''صدوق له أوهام''۔ (تقریب: رقم ۵۱۷۹)

- محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ ''أبا حمزة عمران بن أبي عطاء القصاب، من التابعين الثقات''۔ (نخب الافکار: ج ۱۳: ص ۳۳۸)

- عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں کہ ''عمران بن أبي عطاء الواسطي روى عن بن عباس وأنس وغيرهما وعنه شعبة والثوري وغيرهما ثقة له في مسلم حديث ابن عباس لا أشبع الله بطنه''۔ (تحفۃ الاحوذی: ج ۴: ص ۱۲۷-۱۲۸)

- شیخ احمد شاکر مصریؒ (م ۱۳۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ ''أبو حمزة، بالحاء المهملة والزاي: هو عمران بن أبي عطاء

الأسدي الواسطي القصاب، بياع القصب، وهو ثقة''۔(مسند احمد: ج ۲: ص ۵۴۵، حدیث نمبر ۲۱۵۰، ت شاکر)

- شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے کہا: ''في أبي حمزة القصاب واسمه عمران بن أبي عطاء كلام من بعضهم لا يضره، فقد وثقه جماعة من الأئمة منهم أحمد وابن معين وغيرهما، ومن ضعفه لم يبين السبب، فهو جرح مبهم غير مقبول، وكأنه لذلك احتج به مسلم، وأخرج له هذا الحديث في "صحيحه''۔(سلسلة الاحاديث الصحيحة: ج ۱: ص ۱۶۴)

- شیخ زکریا بن غلام قادر نے کہا: ''أبو حمزة هو عمران بن أبي عطاء القصاب وهو حسن الحديث''۔(ما صح من آثار الصحابة: ج ۳: ص ۱۱۰۴)

- دکتور عبد العزیز بن سعد التخیفی نے کہا: ''اقول: كلام النسائى و ابى حاتم وغيرهما فيه غير مفسر، وقولهم: (لين، ليس قوى، ۔۔۔) تليين هين، وتقدم انه وثقه احمد بن حنبل و يحيى بن معين و ابن نمير وغيرهم وروى عنه شعبة بن الحجاج، والمشهور عنه انه كان لا يروى الا عن ثقة، واحتج به مسلم بن الحجاج فى الصحيح ولذلك فالراجح لدى قول من وثقه، واقرب الاقوال لدى قول احمد بن حنبل: (ليس به باس) فهو (ليس به باس) وحديثه صالح للاحتجاج به، فى درجة الحسن، وما صححه له احد الائمة الحفاظ صحيح''۔(دراسة المتكلم فهيم من رجال تقريب التهذيب: ج ۲: ص ۱۵۴، رسالة مقدمة لنيل درجة الدكتورة بجامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية)

لہذا عمران بن ابی عطاء الاسدی، ابوحمزۃ الواسطیؒ صدوق، حسن الحدیث ہیں، ان کو ضعیف کہنا مردود ہے۔ واللہ اعلم

(۹) حرب بن ناجیہ بھی صدوق ہیں۔

ان سے ''۲'' راوی یعنی ابوحمزۃ، عمران بن ابی عطاء الواسطیؒ اور ہشیمؒ کے ایک اور شیخ نے روایت لی ہے، کما قال ابن حبان، واللہ اعلم

حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ)، حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م ۸۷۹ھ) نے ان کو اپنے اپنے ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔

(کتاب الثقات لابن حبان: ج ۴: ص ۱۷۲، : ج ۵: ص ۴۸۰، کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۳۲۶)

لہذا وہ صدوق ہیں۔(مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱)

(۱۰) حضرت ابن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس کے تمام راوی ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۴:

حافظ ابومحمد ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

[حدثنا محمد بن سعيد بن نبات ثنا عبد الله بن نصر ثنا قاسم بن أصبغ ثنا محمد بن وضاح ثنا موسى بن معاوية ثنا وكيع بن الجراح] ومن طريق وكيع عن ابن أبي ليلى عن المنهال عن سعيد بن جبير عن ابن عباس النحر ثلاثة أيام۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے "۳" دن ہیں۔ (**المحلی لابن حزم: ج۶: ص۴۰، ج۱: ص۱۰۹، طبع دار الفکر، بیروت، المحلی: ج۱۷: ص۲۷، طبع دار ابن حزم**)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) محمد بن سعید بن محمد بن نبات، ابوعبداللہ الاموی القرطبیؒ (م ۴۲۹ھ) ثقہ، شیخ الحدیث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۹: ص۴۶۵، بغیۃ الملتمس: ص۷۹**)،

(۳) عبداللہ بن محمد بن نصر اللخمی القرطبی الزاہدؒ (م ۳۷۱ھ) صدوق، مامون ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸: ص۳۶۱، تاریخ علماء الاندلس: ج۱: ص۲۷۶**)

(۴) حافظ قاسم بن اصبغ القرطبیؒ (م ۳۴۰ھ) قرطبہ کے مشہور ثقہ، متقن، امام ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۷: ص۷۳۸، لسان المیزان: ج۶: ص۳۶۷، سیر اعلام النبلاء: ج۱۵: ص۴۷۳، جذوۃ المقتبس: ص۳۳۱**)

(۵) الحافظ الکبیر، امام محمد بن وضاح القرطبیؒ (م ۲۸۷ھ) بھی قرطبہ کے مشہور، صدوق، محدث اور امام الجرح والتعدیل ہیں۔ (**تاریخ لاسلام: ج۶: ص۸۲۸، لسان المیزان: ج۷: ص۵۶۷**)

(۶) ابوجعفر، موسی بن معاویہ الصمادحیؒ (م ۲۲۵ھ) بھی ثقہ، امام ہیں۔ (**سیر اعلام النبلاء: ج۱۲: ص۱۰۸**)

(۷) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) بھی مشہور ثقہ، متقن، ثبت، الحافظ الکبیر ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۴: ص۱۲۳۰، تہذیب التہذیب**)

(۸) محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) مشہور فقیہ اور قاضی ہیں، لیکن احادیث کے سلسلے میں وہ متکلم فیہ ہیں، لیکن ائمہ جرح وتعدیل وعلماء نے ان کو متابعات وشواہد کی صورت میں مقبول مانا ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

چونکہ اس روایت میں ان کے متابع میں "۳، ۳" ثقہ راوی، حافظ ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۳ھ)، امام ابوعوانہ، وضاح بن عبداللہ الواسطیؒ (م ۱۷۵ھ) -جن کی تفصیل گزر چکی- اور میسرۃ بن حبیب النہدیؒ -جن کی تفصیل آگے آرہی ہے- موجود ہیں۔

تو یہاں ان پر کلام فضول ہے اور ان کی یہ روایت خطا سے محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

(۹)　منہال بن عمرو الاسدیؒ کی توثیق گزر چکی۔

(۱۰)　سعید بن جبیرؒ (م۹۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۲۷۸)

(۱۱)　عبداللہ بن عباسؓ (م۶۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ روایت حسن ہے۔

دلیل نمبر ۵:

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام الجرح والتعدیل، امام ابو جعفر الطحاویؒ (م۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا فهد بن سليمان، قال: حدثنا محمد بن سعيد بن الأصبهاني، قال: حدثنا شريك بن عبد الله، عن ميسرة، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، قال ابن عباس، قال: "الأضحى ثلاثة أيام۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے ''۳'' دن ہیں۔ (**احکام القرآن للطحاوی: ج۲: ص۲۰۵**)

سند کی تحقیق:

(۱)　امام طحاویؒ (م۳۲۱ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲)　فہد بن سلیمان المصریؒ (م۲۷۵ھ) بھی ثقہ، ثبت ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج۷: ص۵۳۴**)

(۳)　محمد بن سعید بن سلیمان الکوفی، ابو جعفر ابن الاصبہانیؒ (م۲۲۰ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۹۱۱**)

(۴)　شریک بن عبداللہ النخعیؒ (م۱۷۸ھ) احادیث کے سلسلے میں متکلم فیہ راوی ہیں، لیکن ان کی یہ روایت خطا و وہم سے محفوظ ہے، کیونکہ امام شعبہ بن الحجاجؒ (م۱۶۰ھ) ان کے متابع میں موجود ہیں۔ [۱] اسی طرح ان کے متابع میں ثقہ، ثبت، متقن، حافظ، امام وکیع بن الجراحؒ (م۱۹۷ھ) بھی موجود ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس روایت میں خطا نہیں کی، تو ان کی یہ روایت محفوظ ہوئی۔ واللہ اعلم

نوٹ نمبر ۱:

چونکہ ان کے متابع میں شعبۃ بن الحجاجؒ (م۱۶۰ھ)، وکیع بن الجراحؒ (م۱۹۷ھ) وغیرہ حضرات موجود ہیں، تو یہاں شریک

---

(۱)　شعبہؒ کی روایت کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ انشاء اللہ

پر اختلاط کا الزام باطل و مردود ہے۔

نوٹ نمبر ۲:

شریک بن عبداللہؒ (م ۱۷۸ھ) طبقات ثانیہ کے مدلس ہیں، لہذا ان کا ''عنعنہ'' مقبول ہے۔ (**طبقات المدلسین لابن حجر: ص ۳۳**)

لہذا یہ روایت تدلیس کے اعتراض سے بھی محفوظ ہے۔

(۵) میسرۃ بن حبیب النہدیؒ صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۷۰۳۷**)

(۶) منہال بن عمرو الاسدیؒ اور

(۷) سعید بن جبیرؒ (م ۹۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۸) عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ روایت بھی حسن ہے۔

دلیل نمبر ۶:

امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا إبراهيم بن مرزوق، قال: حدثنا وهب بن جرير، قال: حدثنا شعبة، عن ميسرة بن حبيب، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، قال: "النحر يومان بعد يوم النحر، وأفضلها يوم النحر۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے ''۳'' دن ہیں [یعنی ''۱۰'' ذی الحجۃ اور ان کے بعد کے ''۲'' دن] اور ان میں ''۱۰'' ذی الحجۃ کو قربانی کرنا افضل ہے۔ (**احکام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۵**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) ابراہیم بن مرزوق البصریؒ (م ۲۷۰ھ) سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۴۸**)

(۳) وہب بن جریر بن حازمؒ (م ۲۰۶ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۴۷۲**)

(۴) امام شعبۃ بن الحجاج (م ۱۶۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، متقن، امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۷۹۰) [۱]

(۵) میسرۃ بن حبیب النہدیؒ،

اعتراض:

کفایت اللہ سنابلی صاحب عجیب وغریب تاویلات کرتے ہوئے، امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ) کی جرح ''فترکه'' کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ کسی کو یہ حق قطعا حاصل نہیں کہ امام شعبہؒ اپنی جن روایات کو متروک قرار دے چکے ہوں اوران کے بیان سے رجوع کر چکے ہوں، ان روایات کو امام شعبہؒ کی طرف منسوب کرکے ان سے حجت پکڑی جائے۔

امام ابن المبارکؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی بہت سی احادیث لکھی تھیں اور انہیں بیان کرتے تھے، لیکن اخیر میں انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت ترک کردی تھی اوران سے روایت کردہ تمام احادیث کے بیان سے رجوع کرلیا تھا۔ اب دیگر اہل علم ابوحنیفہ کو ثقہ مانیں یا ضعیف، لیکن کسی کو حق حاصل نہیں کہ امام ابن المبارک کے حوالے سے ابوحنیفہؒ کی کوئی حدیث بیان کرکے اس سے حجت پکڑیں۔

ٹھیک یہی معاملہ امام شعبہؒ کا بھی ہے کہ ان کے حوالے سے منہال بن عمرو کی کوئی حدیث بیان کرکے حجت پکڑنا، امام شعبہؒ کے ساتھ ناانصافی اور علمی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ **(چاردن قربانی: ص ۱۸۹-۱۹۰)**

الجواب:

امام شعبہؒ کی جرح کا جو معنی کفایت اللہ سنابلی صاحب بیان کررہے ہیں، کیا وجہ ہے کہ وہ معنی سید الحفاظ، امام الجرح والتعدیل، امیر المومنین فی الحدیث، بلکہ یہی شعبہؒ کی جرح کے ناقل، امام یحیی بن سعید القطانؒ (م ۱۹۸ھ) نے نہیں لیا۔ چنانچہ امام شعبہؒ کی اس جرح کے باوجود، وہ خود ''**شعبة عن المنهال**'' کی روایت بیان کرتے ہیں۔ پھر ان کے شاگرد، حافظ عمرو بن علی الفلاسؒ (م ۲۴۹ھ)، امام الجرح والتعدیل بھی اس روایت کو ان سے نقل کرتے ہیں۔ **(سنن النسائی: حدیث نمبر ۲۴۴۲)**،

اسی طرح ابونعیم فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ)، امام سلیمان بن حربؒ (م ۲۲۴ھ)، **أثبت الناس في حديث شعبة**، امام غندرؒ (م ۱۹۴ھ)، **ثبت في أحكام الجرح و التعديل**، حافظ عفان بن مسلمؒ (م ۲۱۹ھ)، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ)، امام ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ)، حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ)، وغیرہ ائمہ علل وائمہ محدثین نے بھی ''**شعبة عن المنهال**'' کی روایات کو نقل کیا ہے۔ **(مسند احمد، مسند البزار، صحیح ابن حبان، المستدرک للحاکم مع التلخیص للذہبی)**

خلاصہ یہ کہ کفایت اللہ صاحب کی تاویل اسلاف کے فہم کے خلاف ہے، لہذا مردود ہے۔ منہال کی کسی خاص روایت پر ائمہ کا اعتراض ہونا اور بات ہے، لیکن اس سے شعبہؒ کی جرح کا وہ معنی لینا جو ائمہ علل وائمہ جرح و تعدیل نے نہیں لیا، بلکہ ان کا معمول اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے۔ تو ایسی تاویل بہر حال باطل ہے۔

(۶) منہال بن عمرو الاسدیؒ اور

(۷) سعید بن جبیرؒ (م ۹۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۸) عبداللہ بن عباسؓ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۷:

امام ابو محمد، ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

[حدثنا حمام ثنا عبد الله بن محمد بن علي الباجي ثنا عبد الله بن يونس ثنا بقي بن مخلد ثنا أبو بكر بن أبي شيبة] ومن طريق ابن أبي شيبة نا زيد بن الحباب عن معاوية بن صالح حدثني أبو مريم سمعت أبا هريرة يقول: الأضحى ثلاثة أيام۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے "۳" دن ہیں۔ **(المحلی لابن حزم: ج ۶: ص ۴۰، ج ۴: ص ۲۶، طبع دار الفکر، بیروت، المحلی: ج ۷: ص ۲۵، طبع دار ابن حزم)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو محمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم القرطبیؒ (م ۴۵۶ھ)،

(۲) محدث حمام بن احمد، ابو بکر القرطبیؒ (م ۴۲۱ھ)،

(۳) حافظ ابو محمد، عبداللہ بن محمد بن علی اللخمی المعروف بابن الباجیؒ (م ۳۷۸ھ)،

(۴) عبداللہ بن یونس المرادیؒ (م ۳۳۰ھ)،

(۵) حافظ، امام بقی بن مخلد الاندلسیؒ (م ۲۷۶ھ) اور

(۶) امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۷) زید بن الحبابؒ (م ۲۳۰ھ) صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔

(۸) معاویہ بن صالحؒ (م ۱۷۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ **(مجلہ الاجماع:)**

(۹) ابو مریم الانصاریؒ سنن ابوداود و سنن ترمذی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۸۳۵۷)**

(۱۰) ابو ہریرہؓ (م ۵۹ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ **(تقریب)**

معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۸:

امام دار الہجرۃ، امام مالک بن انس المدنیؒ (م ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ

عن نافع، أن عبد الله بن عمر كان يقول: الأضحى يومان بعد يوم الأضحى۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ ''۱۰'' ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے ''۲'' دن ہیں۔ **(موطا مالک: ج۱: ص ۵۳۶، ت بشار)**

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔ واللہ اعلم

- **ایک اور روایت میں ہے کہ ''سأل رجل ابن عمر بعد الأضحى بيوم: أضحي اليوم؟ قال: نعم، وغدا إن شئت''**

ایک آدمی نے ابن عمرؓ سے ''۱۱'' ذی الحجۃ کے دن قربانی کرنے کے بارے میں سوال کیا کہ تو انہوں نے سوال کیا کہ ہاں آج بھی قربانی کر سکتے ہو اور کل بھی اگر تم چاہو۔ **(احکام القرآن للطحاوی: ج۲: ص ۲۰۵، واسنادہ صحیح)**[۱]

دلیل نمبر ۹:

امام ابو جعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن خزيمة، قال: حدثنا مسلم بن إبراهيم الأزدي، قال: حدثنا هشام الدستوائي، عن قتادة، عن أنس، قال: "الذبح بعد العيد يومان۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ''۱۰'' ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے ''۲'' دن ہیں۔ **(احکام القرآن للطحاوی: ج۲: ص ۲۰۶)**

---

(۱) حضرت ابن عمرؓ ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ ''**من شاء فليضح اليوم ثم غدا إن شاء الله**''۔ **(السنن الکبری للبیہقی: ج۹: ص ۵۰۰، حدیث نمبر ۱۹۲۵۳)**، اس روایت میں موجود الفاظ ''انشاء اللہ'' سے کفایت اللہ صاحب نے عجیب و غریب استدلال کیا ہے، کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ فتوی صریح نص کی بنیاد پر نہ تھا، بلکہ ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ **(چار دن: ص ۱۶۱)**، ہم کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ کی تمام روایات کو دیکھ کر فیصلہ ہوگا، اور دیگر روایات میں انہوں نے بالجزم صرف ''۳'' دن کو ہی ایام قربانی قرار دیا ہے، ''**الأضحى يومان بعد يوم الأضحى**''۔ **(موطا مالک، احکام القرآن للطحاوی: ج۲: ص ۲۰۵)**، لہذا یہاں پر کفایت اللہ صاحب کی تاویل مردود ہے، البتہ چونکہ کلام پاک میں مستقبل میں کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو، تو انشاء اللہ کہنے کا حکم ہے، **(سورۃ الکھف: ۲۳-۲۴)**، تو اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، ابن عمرؓ نے گویا تعلیماً کہا کہ اگر تمہارا کل قربانی کا ارادہ ہو، تو انشاء اللہ کہہ لو۔ واللہ اعلم

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) محمد بن خزیمۃ، ابوعمرو البصریؒ (م ۲۷۶ھ) ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۲۶۷)

(۳) مسلم بن ابراہیم البصریؒ (م ۲۲۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۶۱۶)

(۴) ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۲۹۹)

(۵) قتادۃ بن دعامۃؒ (م ۱۱۹ھ) بھی کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۵۱۸)

نوٹ:

مشہور ثقہ، ثبت، حجت، امام الجرح والتعدیل، امام ابوبکر البردیجیؒ (م ۳۰۱ھ) نے کہا: ''أحادیث شعبة، عن قتادة، عن أنس عن النبي۔ صلی اللہ علیه وسلم۔ کلها صحاح، وکذلك سعید بن أبي عروبة، وهشام الدستوائي، إذا اتفق هؤلاء الثلاثة علی الحدیث فهو صحیح'' امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ) کی ''عن قتادة، عن أنس عن النبي صلی اللہ علیه وسلم'' کی طریق سے تمام احادیث صحیح ہیں، اسی طرح سعید بن ابی عروبہؒ (م ۱۵۷ھ) اور ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ) کی بھی ''عن قتادة، عن أنس عن النبي صلی اللہ علیه وسلم'' کی طریق سے تمام احادیث صحیح ہیں۔ جب یہ تینوں کسی ایک حدیث پر جمع ہو جائے، تو وہ حدیث بھی صحیح ہوگی۔

- ایک اور جگہ امام ابوبکر البردیجیؒ (م ۳۰۱ھ) نے ارشاد فرمایا: کہ ''شعبة وهشام الدستوائي وسعید بن أبي عروبة، عن قتادة عن أنس صحیح'' ''شعبہؒ، ہشامؒ، سعیدؒ کی ''عن قتادة عن أنس'' کی طریق سے حدیث صحیح ہوگی۔ (شرح علل الترمذی: ج ۲: ص ۶۹۷، ۶۹۵، ۶۵۳)

معلوم ہوا کہ جب امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ) یا سعید بن ابی عروبہؒ (م ۱۵۷ھ) یا ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ یا یہ تینوں حضرات (م ۱۵۴ھ) ''عن قتادة عن أنس'' کے طریق سے کوئی روایت مرفوعا یا موقوفاً بیان کریں، تو وہ روایت صحیح ہوگی، اور اس میں قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) کا ''عنعنہ'' مضر نہیں ہوگا۔

یہی رائے معجم المدلسین کے مولف شیخ محمد بن طلعت نے اپنے استاد شیخ محمد بن عمرو بن عبداللطیف سے بھی نقل کی ہے اور شیخ محمد بن طلعت نے ان کی تائید بھی کی ہے۔ (معجم المدلسین: ص ۳۸۰-۳۸۱)

لہذا یہاں پر بھی امام قتادۃ بن دعامۃؒ (م ۱۱۹ھ) کا ''عنعنہ'' مضر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(٦) حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ سند صحیح ہے۔

دلیل نمبر ۱۰:

امام ابوبکر البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو نصر بن قتادة، أنبأ أبو عمرو بن نجيد، أنبأ أبو مسلم، ثنا عبد الرحمن بن حماد، ثنا سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن أنس رضي الله عنه قال: الذبح بعد النحر يومان۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "۱۰" ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے "۲" دن ہیں۔ **(السنن الکبری للبیہقی: ج ۹: ص ۵۰۰، حدیث نمبر ۱۹۲۵۵)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوبکر، احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) مشہور ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ **(سیر: ج ۱۸: ص ۱۶۳)**

(۲) ابونصر، عمر بن عبد العزیز بن قتادہ النیسابوری البشیریؒ ثقہ ہیں۔ **(السَّلسَبِيلُ النَّقِي في تَرَاجِمِ شيوخ البَيهَقِي: ص ۵۱۳، ۵۱۷)**

(۳) اسماعیل بن نجید بن احمد، ابوعمرو بن نجید السلمی النیسابوریؒ (م ۳۶۵ھ) بھی ثقہ، امام ہیں۔ **(الروض الباسم: ج ۱: ص ۳۷۲)**

(۴) ابراہیم بن عبد اللہ، ابومسلم الکجیؒ (م ۲۹۲ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(ارشاد القاصی الدانی: ص ٦٦)**

(۵) عبد الرحمٰن بن حماد الشعیثیؒ (م ۲۱۲ھ) صحیح بخاری و سنن ترمذی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۸۴۶)**

(٦) سعید بن ابی عروبہؒ (م ۱۵۷ھ) کتب ستہ کے راوی اور أثبت الناس في قتادةؔ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۳۶۵)**

نوٹ نمبر ۱:

چونکہ قتادہؒ (م ۱۱۹ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں، سعید بن ابی عروبہؒ (م ۱۵۷ھ) کے متابع میں امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ)، امام ہشام بن ابی عبد اللہ سنبر الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ)، محمد بن سلیم، ابوہلال البصریؒ (م ۱۶۷ھ) وغیرہ حضرات موجود ہیں۔ تو ان پر اس روایت میں اختلاط کا اعتراض باطل و مردود ہے۔ **(احکام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۵، ۲۰٦)**

نوٹ نمبر ۲:

اسی طرح ان پر تدلیس کا الزام بھی مردود ہے۔ کیونکہ وہ طبقات ثانیہ کے مدلس ہیں اور پھر ان کے کئی متابع بھی موجود ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۳۶۵)**

(۷) قتادۃ بن دعامۃؒ (م ۱۱۹ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۸) حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۱۱:

امام ابوالقاسم، عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران البغدادیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو أحمد حمزة بن محمد بن العباس بن الحارث، ثنا أحمد بن محمد بن عيسى، ثنا مسلم، ثنا هشام، وشعبة، قالا: ثنا قتادة، عن أنس، قال: الذبح بعد النحر يومين۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "۱۰" ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے "۲" دن ہیں۔ **(امالی ابن بشران: ج ۱: ص ۱۸۸)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالقاسم، عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران البغدادیؒ (م ۴۳۰ھ) ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۴۷۶)**

(۲) ابواحمد، حمزۃ بن محمد بن العباس بن الفضل بن الحارث الدھقانؒ (م ۳۴۶ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(الدلیل المغنی لشیوخ الدارقطنی: ص ۱۹۹)**

(۳) احمد بن محمد بن عیسی، حافظ ابوالعباس البرتیؒ (م ۲۸۰ھ) بھی ثقہ، حجت، امام ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۴۹۸، کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۶۳)**[۱]

(۴) حافظ مسلم بن ابراہیم الازدی البصریؒ (م ۲۲۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۶۱۶)**

---

(۱) احمد بن محمد بن عیسیؒ کا انکار کرتے ہوئے، کفایت اللہ سنابلی کہتے ہیں کہ "مشيخة المحدثين البغدادية" میں جو نام [یعنی محمد بن عیسی بن حیان المدائنی] ہے، وہی درست ہے اور "امالی ابن بشران" میں [نام احمد بن محمد بن عیسی] کتابت کی غلطی ہے۔ **(چار دن قربانی: ص ۱۸۷)**، حالانکہ موصوف کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوسکتی ہے، کہ جس طرح سے یہ روایت، احمد بن محمد بن عیسی، ابو

(۵) شعبۃ بن الحجاجؒ (م۱۶۰ھ) اوران کے متابع میں موجود ہشام بن ابی عبداللہ سنبر الدستوائیؒ (م۱۵۴ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۶) قتادۃ بن دعامۃ (م۱۱۹ھ) کی بھی توثیق گزر چکی۔

(۷) حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا یہ سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۱۲:

ثقہ، حافظ ابوطاہر السِلفی (م۵۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الشيخ أبو نصر أحمد بن الحسن بن الحسين بن المزر, بقراءتي عليه في شهر رجب في سنة أربع وتسعين, وذكر أن كنية والده أبو علي, وذكر أن مولده سنة ست عشرة وأربعمائة, قال: أنا أبو القاسم بن بشران, قراءة عليه أخبرنا أبو أحمد حمزة بن محمد بن العباس بن الحارث, نا محمد بن عيسى بن حيان المدائني, نا مسلم بن إبراهيم, نا هشام, وشعبة, قالا: نا قتادة, عن أنس, قال: الذبح بعد النحر بيومين۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "۱۰" ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے "۲" دن ہیں۔ **(مخطوطة مشيخة البغدادية للسِلفي: الجزء الثامن: ص ۱۰۴، الاسکوریال: رقم ۱۷۸۳)**

سند کی تحقیق:

(۱) ابوطاہر السِلفیؒ (م۵۷۶ھ) مشہور ثقہ، حجت، حافظ الحدیث اور شیخ الحدیث ہیں۔ **(لسان المیزان: ج۱: ص۶۵۷)**

(۲) احمد بن الحسن بن الحسین، ابونصر ابن المزررؒ (م۴۹۶ھ) ثقہ، شیخ، صالح ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۱: ص۳۰۸، تاریخ الاسلام: ج۱۰: ص۷۷۵)**

(۳) امام ابوالقاسم، عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران البغدادیؒ (م۴۳۰ھ)،

(۴) ابواحمد، حمزۃ بن محمد بن العباس بن الفضل بن الحارث الدھقانؒ (م۳۴۶ھ) کی توثیق گزر چکی۔

العباس البرتیؒ (م۲۸۰ھ) سے مروی ہے، اسی طرح یہ روایت "مشیخة المحدثین البغدادیة" میں محمد بن عیسی بن حیان المدائنیؒ (م۲۷۴ھ) سے بھی مروی ہے۔ اس کے علاوہ، جو کچھ موصوف ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہ سب بے دلیل، ظن وگمان پر مبنی ہے، لہذا مردود ہے۔ واللہ اعلم

(۵) محمد بن عیسی بن حیان المدائنیؒ (م ۲۷۴ھ) کے بارے میں ائمہ کے اقوال درج ذیل ہیں:

- مشہور ثقہ، ثبت، حافظ ابوبکر البرقانیؒ (م ۴۲۵ھ) فرماتے ہیں کہ امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ المدائنی ضعیف ہیں، - ایک جگہ کہتے ہیں کہ وہ متروک ہیں، - لیکن ان کا رد کرتے ہوئے، حافظ ابوبکر البرقانیؒ (م ۴۲۵ھ) کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ج ۳: ص ۲۰۴، لسان المیزان: ج ۷: ص ۴۲۸)**

- امام ابواحمد الحاکم الکبیرؒ (م ۳۷۸ھ) کہتے ہیں کہ **''حدث عن مشايخه بما لا يتابع عليه, و سمعت من يحكي أنه كان مغفلا لم يكن يدري ما الحديث''** ۔ **(لسان المیزان: ج ۷: ص ۵۲۸، الاسماء الکنی لابی احمد الحاکم: ج ۵: ص ۲۶۷-۲۶۸)**

اس میں صرف غریب روایت نقل کرنے کی بات کہی گئی ہے، اور ''**كان مغفلا لم يكن يدري ما الحديث**'' کی جرح کو حافظ عبدالرؤوف المناویؒ (م ۱۰۳۱ھ) اور حافظ مرتضی الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) نے صیغہ تمریض کے ساتھ نقل کیا ہے۔ **(فیض القدیر: ج ۳: ص ۳۹۴، تخریج احادیث احیاء علوم الدین: ج ۳: ص ۱۲۴۷)** نیز حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کہتے ہیں کہ ''**المحدث، المقرئ، الإمام، أبو عبد الله المدائني، بقية الشيوخ**''۔ **(سیر: ج ۱۳: ص ۲۱)**، اور اب محدث بھی حدیث سے غافل ہوسکتا ہے ؟؟

- صاحب المستدرک علی الصحیحین، امام ابوعبداللہ الحاکم الصغیرؒ (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ ''متروک''۔ **(لسان المیزان، الخلافیات للبیہقی: ج ۱: ص ۸۹)**

لیکن اس کے خلاف، خود امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے ان کی روایت کو ''المستدرک'' میں ذکر کیا ہے - جب کہ انہوں نے اپنے کتاب المستدرک میں صرف ثقات کی روایت لانے کی بات کہی ہے - اور ان کی روایت کی تصحیح بھی فرمائی ہے، پھر حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے بھی ان کی تائید فرمائی ہے۔ **(المستدرک للحاکم مع التلخیص للذہبی: ج ۴: ص ۲۸۴، حدیث نمبر ۷۶۵۲، ج ۱: ص ۷۲۳، حدیث نمبر ۱۹۷۷)**، اسی طرح، اپنی ایک اور کتاب ''**معرفة علوم الحديث للحاكم**'' میں باب ''**هذا النوع من هذه العلوم معرفة جماعة من الرواة التابعين، فمن بعدهم لم يحتج بحديثهم في الصحيح، و لم يسقطوا**'' میں محمد بن عیسی بن حیان المدائنیؒ (م ۲۷۴ھ) کو ذکر کیا ہے۔ (ص: ۲۵۵)، اس سے معلوم ہوا کہ امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) کے نزدیک وہ متروک نہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ''**ليس لهم في الصحيح ذكر لفساد الطريق إليهم، لا لجرح فيهم فقد نزههم الله عن ذلك۔۔ و مثال ذلك في الطبقة الخامسة من المحدثين:۔۔۔۔۔۔ محمد بن عيسى بن حيان المدايني۔۔۔۔۔۔ قال أبو عبد الله: فجميع من ذكرناهم في هذا النوع بعد الصحابة و التابعين فمن بعدهم قوم قد اشتهروا بالرواية، و لم يعدوا في الطبقة**

الأثبات المتقنين الحفاظ، و الله أعلم ''۔(**ایضاً**)

- حافظ اللالکائیؒ (م ۴۱۸ھ) کہتے ہیں کہ ''ضعیف''۔(**تاریخ بغداد**)،لیکن دوسری جگہ کہتے ہیں کہ ''صالح لیس یدفع عن السماع لکن کان الغالب علیه إقراء القرآن ''۔(**تاریخ بغداد: ج ۳:ص ۲۰۴**)

پھر ان جروحات کے مقابلے میں،

* حافظ ابوعوانہ الاسفرائنیؒ (م ۳۱۶ھ) نے ان سے ''المسند الصحیح المخرج علی صحیح مسلم'' میں روایت لی ہے۔(**مستخرج ابی عوانۃ: ج ۱:ص ۲۴۹، حدیث نمبر ۷۱۳، ج ۱۱:ص ۴۱۹، حدیث نمبر ۴۷۵۵، طبع الجامعۃ الاسلامیۃ**)

* حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔(**ج ۹:ص ۱۴۳، صحیح ابن حبان: حدیث نمبر ۷۲۶**)

* حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے نزدیک بھی وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔(**الکامل: ج ۴:ص ۱۰۱، ج ۱:ص ۷۹**)

* حافظ ابوبکر البرقانیؒ (م ۴۲۵ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے، جیسا کہ حوالہ گزر چکا۔

* حافظ مغلطائیؒ (م ۷۶۲ھ) اور

* محدث بدر الدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے ان پر موجود جروحات کا رد کیا ہے۔(**شرح ابن ماجۃ للمغلطائی: ص ۲۲۲، عمدۃ القاری: ج ۳:ص ۱۸۰**)

* شیخ عباس بن صفاخان بن شہاب الدین کہتے ہیں کہ ''فعلی هذا یتوقف في روایته إذا لم یتابع علیه ''۔(**مستخرج ابی عوانۃ: ج ۱:ص ۲۴۹، طبع الجامعۃ الاسلامیۃ**)

* دکتور الشریف حاتم بن عارف العونی کہتے ہیں کہ ''والظاهر من مجموع اقوالهم انه لیس متروکا، و انه فی آخر مراتب التعدیل ممن لا یقبل منهم الاغراب و التفرد باصل ''۔(**احادیث الشیوخ الثقات للقاضی المارستان: ج ۲:ص ۱۰۰۰**)

چونکہ اس روایت میں ان کے متابع میں کئی ائمہ ثقات محمد بن خزیمۃ، ابوعمرو البصریؒ (م ۲۷۶ھ)، حافظ ابوالعباس البرتیؒ (م ۲۸۰ھ)، حافظ، امام محمد بن وضاح القرطبیؒ (م ۲۸۷ھ)، ابراہیم بن عبد اللہ، ابومسلم الکجیؒ (م ۲۹۲ھ) ہیں۔

لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں، اور ان کو متروک کہنا مردود ہے۔ واللہ اعلم

(۶) حافظ مسلم بن ابراہیم الازدی البصریؒ (م ۲۲۲ھ)،

(۷) شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ) اور ان کے متابع میں موجود ہشام بن ابی عبد اللہ سنبر الدستوائیؒ (م ۱۵۴ھ)،

(۸) اور قتادۃ بن دعامۃ (م ۱۱۹ھ) کی بھی توثیق گزر چکی۔

(۹)　حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

چونکہ امالی ابن بشران اور مشیخة البغدادية للسِلفي میں حضرت انسؓ کی یہ روایت ''مسلم بن إبراهيم, نا هشام, و شعبة, قالا: نا قتادة, عن أنس '' کی سند سے ثابت ہے، اس لئے احکام القرآن للطحاوی کی طریق ''حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أنس، قال: الأضحى يومان بعده '' کا تعلق ماقبل کی روایت سے ہونے کا قوی احتمال ہے، کیونکہ ماقبل کی روایت کی سند میں ''مسلم بن إبراهيم الأزدي، قال: حدثنا هشام الدستوائي '' کا ذکر ہے۔ یعنی دونوں روایتوں کی مکمل سند اس طرح ہوگی۔

وما قد حدثنا محمد بن خزيمة، قال: حدثنا مسلم بن إبراهيم الأزدي، قال: حدثنا هشام الدستوائي، عن قتادة، عن أنس، قال: الذبح بعد العيد يومان و حدثنا شعبة، عن قتادة، عن أنس، قال: الأضحى يومان بعده۔ (احكام القرآن للطحاوی: ج ۲: ص ۲۰۶)

غالب گمان ہے کہ اسی وجہ سے، شیخ زبیر علی زئی صاحب نے اس روایت کی تصحیح فرمائی تھی۔ واللہ اعلم

دلیل نمبر ۱۳:

امام ابو محمد ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ

[حدثنا محمد بن سعيد بن نبات ثنا عبد الله بن نصر ثنا قاسم بن أصبغ ثنا محمد بن وضاح ثنا موسى بن معاوية ثنا وكيع بن الجراح] ومن طريق وكيع عن شعبة عن قتادة عن أنس قال: الأضحى يوم النحر ويومان بعده۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ''۱۰'' ذی الحجۃ کے بعد، قربانی کے ''۲'' دن ہیں۔ (المحلی لابن حزم: ج ۶: ص ۴۰، ج ۱: ص ۱۰۹، طبع دار الفکر، بیروت، المحلی: ج ۷: ص ۲۷، طبع دار ابن حزم)

سند کی تحقیق:

(۱)　حافظ ابن حزمؒ (م ۴۵۶ھ)،

(۲)　محمد بن سعید بن محمد بن نبات، ابو عبد اللہ الاموی القرطبیؒ (م ۴۲۹ھ)،

(۳)　عبد اللہ بن محمد بن نصر اللخمی القرطبی الزاہدؒ (م ۳۷۱ھ)،

(۴)　حافظ قاسم بن اصبغ القرطبیؒ (م ۳۴۰ھ)،

(۵) الحافظ الکبیر، امام محمد بن وضاح القرطبیؒ (م ۲۸۷ھ)،

(۶) ابو جعفر، موسی بن معاویہ الصمادحیؒ (م ۲۲۵ھ)،

(۷) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ)،

(۸) شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ) اور

(۹) قتادۃ بن دعامۃ (م ۱۱۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔ (دیکھئے ص: ۱۳-۱۴، ۱۶، ۱۹)

(۱۰) حضرت انسؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں اور سند حسن و متصل ہے، واللہ اعلم۔ (دیکھئے ص: ۱۰)

خلاصہ:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ یعنی یہ ''۳'' دن ہی قربانی کے ایام ہیں، یہ قول اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلاً علیؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، انسؓ اور ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم